

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ، وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ.

” (رسول اللہ ﷺ کی طرف سے) سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کے کلمات دو دو دفعہ اور

اقامت کے کلمات ایک ایک دفعہ کہنے کا حکم ہوا“ (صحیح البخاری: 603، صحیح مسلم: 378)

یاد رہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے دوہری تکبیر قطعاً ثابت نہیں۔

امام ابو عبد اللہ، محمد بن نصر، مروزی رحمہ اللہ (202-294ھ) فرماتے ہیں:

فَأَرَى فُقَهَاءَ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ، قَدْ أَجْمَعُوا عَلَى إِفْرَادِ الْإِقَامَةِ.

”میرے علم کے مطابق تمام فقہاء محدثین کا اکہری اقامت پر اجماع ہے۔“

(السنن الكبرى للبيهقي: 420/1، وسنده صحيح)

**سوال ۱۱:** خاوند کی وفات کے وقت بیوی حاملہ تھی، شریعت کی روشنی

میں اس کی عدت کتنی ہوگی؟

**جواب:** خاوند کی وفات ہو یا طلاق، دونوں حالتوں میں حاملہ کی عدت وضع

حمل ہے، یعنی جب تک عورت بچے کو جنم نہ دے لے، عدت میں رہے گی اور بچے کی

ولادت کے ساتھ ہی عدت ختم ہو جائے گی، خواہ چند دن یا چند لمحے ہی گزرے ہوں۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق: 65: 4)

”اور حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنے بچے کو جنم دے دیں۔“

سیدہ سُبَیْہ بنت حارث رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں، ان کے خاوند فوت ہو گئے۔ چند دنوں بعد ان

کے ہاں بچے کی پیدائش ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کو نیا نکاح کرنے کی اجازت دے دی۔

(صحیح البخاری: 5318، 6906، صحیح مسلم: 1485)

نیز دیکھیں (صحیح البخاری: 5319، صحیح مسلم: 1484، صحیح البخاری: 5320)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَغَيْرِهِمْ، أَنَّ الْحَامِلَ الْمُتَوَقِّفَ عَنْهَا زَوْجَهَا إِذَا وَضَعَتْ، فَقَدْ حَلَّ لَهَا التَّزْوِيجُ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ انْقَضَتْ عِدَّتُهَا.

”اکثر اہل علم کا اسی حدیث پر عمل ہے، جن میں نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام بھی شامل ہیں کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اور وہ حاملہ ہو تو بچے کی ولادت کے بعد اس کے لیے نکاح کرنا جائز ہے، خواہ اس کی عدت کا عرصہ ابھی نہ گزرا ہو۔“

(سنن الترمذی، تحت الحديث : 1193)

**سوال (۱۲) :** کیا بچے کی شرمگاہ دھونے سے ماں کا وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

**جواب :** وضو نہیں ٹوٹے گا، کیونکہ اس پر شریعت کی کوئی دلیل نہیں۔

**سوال (۱۳) :** وضو کے لیے پانی اور تیمم کے لیے پاک مٹی، دونوں نہ

ملنے کی صورت میں نماز کا کیا حکم ہے؟

**جواب :** اگر کسی انسان کو نہ وضو کے لیے پانی ملے نہ تیمم کے لیے مٹی، تو بھی

وہ مکلف (احکام الہی کا پابند) ہے۔ اس پر نماز پڑھنا ضروری ہے، جیسا کہ :

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے : أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً

فَهَلَكَتْ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَوَجَدَهَا،

فَأَذَرَتْهُمْ الصَّلَاةَ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَصَلُّوا، فَشَكُّوا ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التَّيْمُمِ .

”انہوں نے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے ایک ہار ادھار لیا جو کہ گم ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے

ایک شخص کو تلاش کے لیے بھیجا تو وہ مل گیا۔ اسی اثنا میں نماز کا وقت ہو گیا، لیکن ان کے پاس